اعجازِ قرآن

(خالد کمال مبارکپوری)

کسی کلام کی عظمت و رفعت اور اسکی قدر و قیمت خود اس کے
محاسن یعنی برمحل اور مناسب الفاظ کا استعمال، طرزِ اسلوب،
حسنِ ترکیب، اور دیگر محاسنِ کلام سے ہوتی ہے لیکن اگر
ان تمام خوبیوں کے ہوتے ہوئے صاحبِ کلام بھی شانِ
جلالت اور علوِ مرتبت کے اعلیٰ مراتب کا حامل ہو تو کلام میں
چار چاند لگ جاتے ہیں اور اُس کے مختصر و جامع الفاظ دل میں
اُترتے چلے جاتے ہیں، کلام کی عام مقبولیت اور اعجازِ کلمات
کی یہ دونوں جہتیں قرآنِ کریم کے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اگر ایک
طرف قرآنی الفاظ دل کی گہرائیوں میں اُتر کر قاری کو اپنا مسحور بنا
لیتے ہیں تو دوسری طرف صاحبِ قرآن کی شانِ جلالت و عظمت
اُن معانی کو قلب میں راسخ کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے،

جس کے نتیجہ میں قاری و سامع دونوں بے اختیار پکار اٹھتے ہیں " وما ھو بقول شیطان رجیم " اور اُن کے دل کی ترجمانی " ان ھو الا وحی یوحیٰ " جیسے عظیم المرتبت الفاظ کرتے ہیں جو قرآن کریم کی حقیقی تفسیر ہیں ۔

عام طور پہ کلام کی تاثیر قاثرات اور اُن کے حسن و قبح قاری اور سامع کے احوال سے متعلق ہوتے ہیں اگر قاری سطحی نظر رکھتا ہو تو اس کے نزدیک عمدہ سے عمدہ کلام بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتا لیکن ایک مبصر اس سے جتنا محظوظ ہو گا وہ بیان سے باہر ہے ، اسی طرح بزم سرود و کیف میں فرحت بخشنے والا کلام عالم حزن و ملال میں بے اثر ثابت ہو سکتا ہے لیکن قرآن ہمیشہ ان عوارض سے بالاتر رہا ہے ، حالت کفر میں بھی اس نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر وہی اثر کیا جو حالت اسلام میں ابن ابو قحافہ پر کر رہا تھا ، کوہ آتش فشاں کے لئے سمندر بنجانا اور سیل جمود و تعطل کی راہ میں سد سکندری بنکر کھڑا ہو جانا قرآن کا امتیازی نشان رہا ہے ۔

مضامین قرآن عموماً چار حصوں میں منقسم نظر آتے ہیں ترغیب ، ترہیب ، احکام و قصص ، جن کے اثرات قلب انسانی پر یقینی طور پر پڑتے ہیں کبھی یہ اثرات اشکوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں ، کبھی ترغیب و بشارت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں ، کبھی ترہیب اور عذاب کے ڈر سے نالۂ بے اختیار بنکر نمودار ہوتے ہیں ، کبھی خوف پیدا ہوتا ہے ، کبھی اُمید بندھتی ہے ۔ قرآن خود کہہ رہا ہے :۔

انما المؤمنون الذین	" بے شک مومن وہ لوگ ہیں '
اذا ذکر اللہ وجلت	جن کے سامنے جب اللہ کا نام
قلوبھم واذا تلیت علیھم	لیا جاتا ہے تو اُن کے دل '
آیاتہ زادتھم ایمانا •	دہل جاتے ہیں اور جب اسکی
(قرآن کریم)	آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو
	اُن کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے "

ترغیب و بشارت بظاہر اشک ریزی کی وجہ نہیں بن سکتی ، جنت کی خوشخبری اور فلاح دارین کا وعدہ رونے کا نہیں بلکہ ہنسنے کا مقام ہے لیکن محنت سے زیادہ مزدوری فرط خوشی کا باعث بنجاتی ہے اور اس حالت میں کیف و سرور کی وادی سے جو چشمہ ابلتا ہے اُسے خوشی کے آنسو کہتے ہیں ، متنبی نے اس مضمون کو ہارون اوراجی کی تعریف کرتے ہوئے یوں ادا کیا ہے ؎

ولجدت حتی کدت تبخل حائلا
للمنتھی ومن السرور بکاء

(ترجمہ) " تو نے اتنی بخشش کی کہ خوف ہو رہا ہے کہ کہیں اخیر میں جا کر اپنا توازن نہ کھو بیٹھے اور بخیل ہو جائے کیونکہ زیادہ خوشی آہ و بکا ء کا باعث ہوتی ہے "

ترہیب و تخویف کی آیات سے لرزتے ہوئے گذرنا عین فطرت اور انسانی تقاضے کے مطابق ہے ۔

احکام و شرائع سے متعلق آیات سے تر دامنی کے ساتھ گذرنا اگرچہ غیر ضروری معلوم ہوتا ہے لیکن ایک سنجیدہ انسان جب اپنے ماضی پر نظر ڈالتا ہے جو بالکل تاریک ہونے کے ساتھ غیر منظم ، غیر مہذب ہے تو اُسے اللہ تعالےٰ کی ہدایت اور زندگی کی تنظیم و ترتیب دیکھکر کچھ ندامت بھی ہوتی ہے کچھ خوشی بھی ' وہ اشکوں کا نذرانہ پیش کر کے ' اللہ تعالےٰ کے اُن احسانات و اکرامات کا اقرار کرتا ہے اور اس کا شکریہ ادا کرتا ہے ۔

قصص و حوادثات ہمارے لئے ہو سکتا ہے کہ کوئی حیثیت نہ رکھتے ہوں اور ہم اُن سے خالی الذہن ہو کر گذر جاتے ہوں لیکن ایک سنجیدہ اور صاحب فکر و نظر انسان انہیں قصص و وقائع سے اپنے لئے ایسی ایسی عبرتیں اخذ کرتا ہے جو اُسکی زندگی کو خوشگوار بنانے میں مفید ثابت ہوتی ہیں (اسی لئے تو قرآن میں جگہ جگہ عبرت و موعظت پر زور دیا گیا ہے) اس کا شکریہ بھی وہ اشکوں کی انہیں لڑیوں کی شکل میں ادا کرتا ہے ، جو اللہ تعالےٰ کو بہت پسند ہیں ، اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے :۔

ان ھذا القرآن نزل بحزن	" قرآن درد و غم میں ڈوبا ہوا نازل ہوا ہے ،
فاقرأوہ بحزن فابکوا	اس کو درد بھرے لہجہ میں پڑھو اور رو ؤ

فان لم تبکوا فتباکوا۔ "اگر تم خود نہ رو سکو تو رونی صورت بنالو"۔

اسی طرح ایک مرتبہ دربارِ نبوی میں صحابۂ کرامؓ نے حسنِ قرأت کے بارے میں سوال کیا کہ بہترین قاری قرآن کون ہے؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا:۔

احسن الناس قرأۃ من اذا سمعتہ یقرأ رأیت انہ یخشی اللہ تعالیٰ۔ ؎۱ "بہترین قاری وہ ہے جو قرآن پڑھتے وقت خوف خداوندی سے لرزاں نظر آئے"۔

غرض قرآن اپنے مضامین اور کلامِ الٰہی ہونے کے سبب عام انسانی قلوب پر حاکم و قابض ہے حتیٰ کہ مذہب جیسی آہنی دیوار بھی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی، یہی وجہ ہے کہ ولید اور ابوجہل جیسے دشمنانِ اسلام پر بھی قرآن کا جادو چل گیا تھا لیکن تقدیر نے اُن کے پیروں میں بیڑی ڈال دی اور وہ اپنی جہالت پر جمے رہے۔

اگر آپ اشاعتِ اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو آپ کو ہزارہا ایسے حضرات ملیں گے جو اس قرآنی اعجاز کی تاب نہ لاکر اپنے سابق دین کو خیرباد کہہ کر اسلام کے دامن سے آ لپٹے جسے اس آیت کا اعجاز کہا جاسکتا ہے۔

افمن ھذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون (سورۃ النجم) "کیا اس بات (قرآن) سے تم تعجب کرتے ہو، اور ہنستے ہو، اور روتے نہیں"۔

چونکہ کفارِ عرب قرآن کا مذاق اُڑایا کرتے تھے اور اسے نعوذ باللہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سحر بیانی پر محمول کرتے تھے، کہتے تھے کہ محمد کے پاس فلاں شیطان آتا ہے جو انھیں ان کلمات کا القا کرتا ہے یہ خدائی کلام ہرگز نہیں ہے۔ اسی کی تردید کرتے ہوئے قرآن نے اُن کو تہدید آمیز جواب دیا اور سخت الفاظ میں اُن کو تنبیہ کی کہ بجائے اس کے کہ تم قرآنی آیتوں کو سُنکر اپنی ہدایت پر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے آگے بڑھو، تم اس کا مذاق اُڑاتے ہو، ہنستے ہو؟ حالانکہ قرآن کی شان ہنسنے کی نہیں بلکہ رونے کی ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں اس نکتہ کو اور بھی واضح کردیا گیا ہے، حضورؐ کا ارشاد ہے:۔۔

اقرأوا القرآن وابکوا وان لم تبکوا فتباکوا فان لم تبکوا بعیونکم فابکوا بقلوبکم ؎۳ "قرآن پڑھو اور روؤ، اگر تم خود نہ روسکو تو رونی صورت بنالو اور اگر آنکھ سے آنسو بہا کر نہیں روسکتے ہو تو دل ہی دل میں رویا کرو"۔

* * * *

ایک دوسری حدیث ہے:۔

ان القرآن انزل بحزن فاذا قرأتموہ فتحازنوا ؎۴ "قرآن دردانگیز لہجہ میں نازل ہوا ہے جب تم قرآن پڑھو تو پورا ماحول غمگین کردو"۔

اس سلسلہ میں تجوید و ترتیل اور مخصوص قرآنی لہجوں کو بڑا دخل ہے جو مستقل فن ہے اور ہر زمانے میں ہزاروں قرّاء اس کو پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں، اگر حروف کو ان کے صحیح مخارج اور جملہ صفات کے ساتھ عربی لہجے میں پڑھا جائے تو دُنیا کی کوئی طاقت ان آنکھوں کے سیلِ بیکراں کو روک نہیں سکتی۔ چنانچہ اسلام نے بہترین قاریِ قرآن اُسی شخص کو قرار دیا ہے جس کی قرأت میں درد کی شدت ہو، اور جو پورے ماحول کو متاثر کرسکے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے:۔

احسن الناس من قرأ القرآن یحزن بہ ؎۵ "بہترین قاری وہ ہو جسکی قرأت ساری محفل کو مغموم بنادے"۔

نماز میں بلند آواز سے رونے کو مفسداتِ صلوٰۃ میں شمار کیا گیا ہے۔ تو اس بکاء کا تعلق دُکھ درد سے ہے، ہاں جو بکاء امام کی قرأت سُنکر جنت اور دوزخ کے تصور سے پیدا ہوتی ہے اور جو اس جذبہ اور خوف کے ماتحت عمداً نہ ہو وہ مفسد نہیں، چنانچہ نماز کے اندر صحابۂ کرامؓ اور سلفِ صالحینؒ کی قرأ

؎۱ کتاب المدخل لابن الحاج ص۲۷ ج ۱ ؛ ؎۲ ایضاً ؛

؎۳ بخاری ؛ ؎۴ ترمذی ؛ ؎۵ ابوداؤد بحوالہ الکوکب الفرید فی فن علم التجوید ؛ ۱۲ منہ

سے متعلق آہ و بکا نہ وجہ فساد ثابت ہوئی اور نہ نماز میں کسی قسم کی کوئی خرابی پیدا کرتی ہے بلکہ تکمیلِ صلوٰۃ اسی کو سمجھنا چاہیئے۔

اگر قاریٔ قرآن کی اس کیفیتِ آہ و بکا کو بھی اعجازِ قرآن میں شمار کرلیا جائے تو انشاء اللہ آخر تک یہ اپنا توازن بخیر خوبی قائم رکھ سکتی ہے۔

آئیے آج کی محفل میں اعجاز قرآن کی اس نئی صنف سے متعلق واقعات تواریخ واحادیث کی روشنی میں تلاش کریں۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہماری نظر اسی ذاتِ اقدس کی طرف اٹھتی ہے جو قرآن اور عام انسانوں کے درمیان وسیلہ ثابت ہوئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح صحابۂ کرامؓ کو قرآن پڑھنے پڑھانے کی تاکید فرمایا کرتے تھے اسی طرح خود بھی پڑھتے اور دوسروں سے بھی پڑھوا کر سنا کرتے تھے۔

عہدِ رسالتؐ کے مشہور قاریٔ قرآن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ پڑھ کر سناؤ؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! قرآن آپ پر نازل کیا گیا ہے اور پڑھ کر سناؤں میں؟ آپؐ نے فرمایا کہ میں دوسرے کو پڑھتے ہوئے سننا زیادہ پسند کرتا ہوں۔

بہرحال میں نے سورۂ نساء شروع کی، اور جب پڑھتے پڑھتے "وجئنا بك على هؤلاء شهيدًا" پر پہونچا۔ بعد کے الفاظ یہ ہیں:-

فرأيت عينى النبى صلى الله عليه وسلم تهملان۔ "تو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں"

اسی طرح عبداللہ ابن شخیر اپنے والد محترم شخیر سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

اتيت رسول الله صلے الله عليه وسلم وهو يصلى ولجوفه ازيز كازيز المرجل من البكاء۔ "ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے... کی وجہ سے آپ کے اندر سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے ہانڈی کے پکنے کی سنسناہٹ ہوتی ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، شمائل ترمذی)"

قسط دوم :-

اعجازِ قرآن

(مولانا خالد کمال مبارکپوری)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم المرتبت انسان سے کون ناواقف ہوگا؟ آپ جب قرآن سنتے تو خوفِ خداوندی سے بے ہوش ہوجایا کرتے تھے۔

امام غزالیؒ صحابہ تابعین اور سلف صالحین کے شدتِ خوفِ خداوندی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

ان عمر رضی اللہ عنہ کان یسقط من الخوف اذا سمع آیۃ من القرآن مغشیا علیہ فکان یعاد ایاما۔	"حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب قرآن کی کوئی آیت سنتے تو غش کھاکر گر پڑتے تھے اور کتنے دنوں تک لوگ اُن کی عیادت کو جایا کرتے تھے"۔ ۵۱

ایک مرتبہ آپ سورۂ والشمس کی تلاوت فرما رہے تھے جب آیت "واذا الصحف نشرت" (جب دفتر کھول دئے جائیں گے) پر پہونچے بے ہوش ہوکر گر پڑے۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے گھر کے قریب سے گزر رہے تھے جو نماز کے اندر سورۂ والطور پڑھ رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہونچا "ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع" (تمہارے رب کا عذاب یقیناً واقع ہونے والا ہے اور اُسے کوئی روکنے والا نہیں ہے) تو آپ گھوڑے سے نیچے اُتر گئے اور ایک دیوار کا سہارا لیکر دیر تک وہیں کھڑے سنتے رہے اور جب گھر پہونچے تو ایک ماہ تک بیمار رہے، لوگ آپ کی عیادت کو آیا کرتے تھے۔ ۵۲

تمیم داری رضی اللہ عنہ مشہور اور کثیر العبادت صحابی ہیں آپ کے تذکرہ میں ہے کہ آپ کثرت سے تہجد پڑھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آیت "ام حسب الذین اجترحوا السیئات الخ" کی تلاوت میں پوری رات ختم کردی، آپ بار بار اس آیت کو پڑھتے رکوع وسجود کرتے اور خوب روتے تھے ۵۳

حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ اجل صحابہ میں سے ہیں اور عبادت وریاضت میں خاص مقام رکھتے ہیں، آپ کے تذکرہ میں ہے :-

وبکی یوما فی صلاتہ ثم التفت فاذا رجل خلفہ فقال لا تعلمن بھذا احدا۔	"ایک دن نماز میں رو رہے تھے پھر جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو اپنے پیچھے ایک آدمی کو کھڑا پایا تو اُسے تاکید کردی کہ خبردار کسی سے مت کہنا" ۵۴

عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے کون واقف نہیں؟ آپ عبادلہ صحابہ کے لقب سے پکارے جاتے ہیں اور کثرت صلوٰۃ وقیام کی وجہ سے "حمامۃ المسجد" کے نام سے مشہور تھے۔

آپ کے تذکرہ میں ہے کہ آپ جب نماز کے اندر آیاتِ قرآنی سے گزرتے، تو خوفِ خداوندی کی وجہ سے اس قدر لرزتے کہ گویا آپ کا وجود ایک شاخِ درخت کی طرح ہے جو

---

۵۱ احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۵۹ ؛

۵۲ احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۵۹ ؛ ۵۳ طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۲۱ ؛ ۵۴ ایضاً ص ۲۲ ؛

ہوا سے ہل رہا ہے لے

ثابت ابن اسلم بنانی مشہور و معروف اور بڑے عابد و زاہد تابعی ہیں آپ کے متعلق کتابوں میں ہے کہ آپ تہجد کی نماز میں اس آیت کو بار بار تاثر کے ساتھ پڑھتے تھے اور زار و قطار روتے تھے۔ "اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ" (اے انسان تو اس سے کفر کرتا ہے جس نے تجکو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا) ٹلے

اویس ابن عامر قرنی سے کون ناواقف ہوگا؟ اور اویس و ہرم ابن حیان کی تاریخی ملاقات بھی مشہور و معروف ہے، جب ہرم ابن حیان نے ان سے وصیت کرنے کے لئے کہا تو آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا "اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم" اور پھر چیخ مار کر رونے لگے، فرمایا میرے رب کا ذکر بلند ہے، سب سے زیادہ حق اس کا قول ہے سب سے زیادہ سچی بات اسکی بات ہے، سب سے زیادہ اچھا اس کا کلام ہے، یہ کلمات فرما کر "ما خلقنا السموات والارض سے ھو العزیز الرحیم" تک تلاوت کرکے چیخ ماری اور ایسے خاموش ہوئے کہ ہرم ابن حیان نے سمجھا کہ بے ہوش ہو گئے ہیں ٹلے ؛

ربیع ابن خیثمؒ بڑے عبادت گذار اور پابند صوم و صلوٰۃ تابعی ہیں، ان کی عبادت کا خاص وقت شب کی تاریکی تھا ساری رات عبادت کرتے۔ پُر موعظت آیات پڑھتے اور شدت تاثر میں اُن کو دہراتے دہراتے صبح کر دیتے تھے۔ اُن کے غلام نسیر ابن غلوق کا بیان ہے کہ حضرت ربیع رات کی تاریکی میں تہجد پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہونچتے ام حسب الذین اجترحوا السیئات الخ" تو اس کو دہراتے دہراتے صبح کر دیتے تھے ٹلے ؛

سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ اپنی دینی جرأت و حق گوئی اور زہد و اتقاء کے سبب تابعین کی اولین صفوف میں شمار کئے جاتے ہیں خشیت الٰہی اور قرآنی آیتوں نے آپ کو رُلاتے رُلاتے تقریباً نابینا بنا دیا تھا۔ اب کبھی کبھی ایک ہی رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیا کرتے تھے۔

سعید ابن ابن عبیدؒ کا بیان ہے کہ میں نے سعید ابن جبیر کو امامت کی حالت میں اس آیت "واذ الاغلال فی اعناقھم الخ کو بار بار دہراتے سُنا ہے ٹلے

قسم ابن ایوبؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُن کو یہ آیت "واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ" کو بیسیوں مرتبہ دہراتے سنا ہے ٹلے

حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ کی شخصیت کس کے لئے غیر معروف ہے؟ آپ ایک خلیفہ بھی تھے اور درویش بھی، آپ نے عبادت و ریاضت، زہد و تقویٰ میں، بہت اونچا مقام پیدا کیا تھا، آپ کی طبیعت نہایت اثر پذیر اور رقت انگیز تھی قرآن کی آیت موعظت پر بے حال ہو جایا کرتے تھے۔

ایک دن اس آیت "یوم یکون الناس کالفراش المبثوث" کی تلاوت کرنے کے بعد زور سے چیخے واسوء صباحاہ اور اس طرح اُچھل کر گر پڑے کہ معلوم ہوتا تھا آپ کا دم نکل جائے گا پھر اس طرح ساکن ہو گئے گویا ختم ہو گئے، پھر ہوش میں آئے، اور واسوء صباحاہ کا نعرہ لگا کر گھر پھر

لے طبقات الکبریٰ ج ۱ ص ۲۲ ؛ ٹلے ابن سعد بحوالہ تابعین ٹلے مستدرک حاکم ج ۳ بحوالہ تابعین ؛ ٹلے ابن سعد ج ۲ بحوالہ تابعین ٹلے ایضاً ٹلے تذکرۃ الحفاظ ج اول بحوالہ ایضاً ؛

کودتے پھرتے تھے اور کہتے جاتے تھے "افسوس اُس دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھُنکے ہوئے اُون کی طرح ہوں گے"۔ یہ کیفیت صبح تک طاری رہی، پھر اس طرح گر پڑے کہ مُردہ معلوم ہوتے تھے یہاں تک کہ مؤذن کی آواز نے ہوشیار کیا۔

ایک دن نماز میں یہ آیت "وقفوھم انّھم مسئولون" پڑھی اس قدر متأثر ہوئے کہ اسی کو بار بار دہراتے رہے [1]۔

محمد ابن منکدر محدث قاری اور بڑے عابد و زاہد تابعی تھے، ان کا دل اس قدر گداختہ اور اثر پذیر تھا کہ کلام اللہ کی مؤثر آیات پڑھ کر بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ ایک شب تہجد میں بہت روئے ان کے بھائیوں نے سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس آیت پر گریہ طاری ہوا تھا "وبدا لهم من الله ما لم یکونوا یحتسبون۔"

اسی آیت نے حالت نزع میں آپ کو بہت رُلایا آپ زار و قطار روتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی ایسی چیز کا ظہور نہ ہو جائے جس کا مجھے وہم و گمان تک نہ ہو [2]۔

یحییٰ ابن سعید قطان غلامانِ اسلام سے ہیں، ان کا علم و فضل، عبادت و ریاضت قابلِ رشک ہے، آپ کے دل میں خوفِ خدا اس قدر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ کوئی آیت جس میں قیامت یا عذابِ الٰہی کا بیان ہوتا سنتے تو ان پر لرزہ طاری ہو جاتا اور بعض اوقات فرطِ تاثر سے غشی بھی طاری ہو جاتی۔

ابن مہدی کا بیان ہے کہ ہم یحییٰ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے سورۂ دخان کی تلاوت شروع کر دی، اس کا سننا تھا کہ یحییٰ پر بے ہوشی طاری ہو گئی [3]۔

زہیر ابن حرب کہتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ یحییٰ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے محمد ابن سعید ترمذی بھی آ گئے یحییٰ نے اُن سے کچھ پڑھنے کی فرمائش کی، انھوں نے جو تلاوت شروع کی تو یحییٰ پر غشی چھا گئی، یہاں تک کہ اسی حالت میں ان کو گھر میں پہونچا دیا گیا [4]۔

یحییٰ ابن معین کا بیان ہے کہ یحییٰ قرآن کے سننے کی تاب ہی نہیں لا سکتے تھے، جب ان کے سامنے قرآن کی تلاوت ہوتی تھی تو وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑتے تھے یہاں تک کہ ان کا مستقر زمین سے لگ جاتا تھا [5]۔

مالک ابن دینار علم و فضل اور زہد و اتقا کے مجسمہ تھے، ایک مرتبہ کسی قاری نے آپ کے سامنے "اذا زلزلت الارض" کی تلاوت کی، جسے سنتے ہی آپ لرزہ براندام ہو گئے اور زار و قطار رونے لگے، آپ کی یہ حالت دیکھ کر تمام اہل محفل بھی چیخنے چلّانے لگے، اور جب قاری فمن یعمل مثقال ذرۃ الخ پر پہونچا، تو آپ کی حالت بالکل ہی دگرگوں ہو گئی اور آپ کے ہوش و حواس جاتے رہے اسی حالت میں آپ کو گھر پہونچا دیا گیا [6]۔

عبدالواحد ابن زید بڑے عابد و زاہد اور پابندِ شریعت گذرے ہیں۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک خوش الحان قاری نے یہ آیت پڑھی "ھٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق" الخ تو اس قدر روئے کہ ان کے اوپر غشی طاری ہو گئی جب کچھ افاقہ ہوا تو آپ نے اللہ سے عہد کیا کہ میں ہمیشہ تیری عبادت کیا کروں گا، تو بھی

---

[1] سیرت عمر ابن عبدالعزیز بحوالہ تابعین [2] تذکرۃ الحفاظ جلد اول صفحہ ۱۲۔

[3] تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۷۴/۲۷۵ [4] تاریخ خطیب بغدادی بحوالہ غلامانِ اسلام [5] تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۷۵ [6] غلامانِ اسلام صفحہ ۵۵

مجھے توفیق عطا کر۔

سعد ابن مخرمہ علم و فضل اور زہد و اطاعت کے حامل تھے، ان کے متعلق مشہور ہے کہ خوف خداوندی کے سبب کسی آیت قرآن سننا اُن کے لئے مشکل تھا۔ آپ کے سامنے اگر کسی آیت کی تلاوت کر دی جاتی تو کئی دن اسی میں کھوئے رہتے۔

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں بنی خثعم کا ایک آدمی آیا۔ اُس نے آپ کے سامنے اِس آیت کی تلاوت شروع کی۔ "یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا" جس میں متقین اور مجرمین کی حالت کا ذکر کیا گیا ہے، تو آپ نے کہا میں مجرم ہوں، متقی نہیں ہوں، اور قاری کو مخاطب کر کے فرمایا، قاری صاحب! پھر پڑھئے، اُس نے دہرایا اور ادھر آپ نے ایک چیخ ماری اور چل بسے [1]۔

صالح مری ایک عابد کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عابد کے سامنے یہ آیت پڑھی "یوم تقلب وجوھھم فی النار" الخ تو اس نے ایک زبردست چیخ ماری، جب اسے افاقہ ہوا تو اس نے کہا، اے صالح اور پڑھو کیوں کہ مجھے اس سے غم کی کیفیت طاری ہوتی ہے میں نے پڑھا "کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا" یہ سننا تھا کہ وہ غش کھا کے گرا، اور مر گیا" انا للہ وانا الیہ راجعون" [2]۔

ایسے زرارہ ابن ابی اوفی کا ایک واقعہ ہے کہ، وہ ایک مرتبہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے "فاذا نقر فی الناقور" تو غش کھا کے گر پڑے اور مردہ پائے گئے [3]۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی شخصیت ہمارے لئے غیر معروف نہیں۔

مہران ابن میمون کا بیان ہے کہ جب یہ آیت "وان جہنم لموعدھم اجمعین" نازل ہوئی تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک چیخ ماری اور سر پر ہاتھ رکھ کر بھاگے اور تین دن تک لاپتہ رہے [4]۔

اویس قرنی اور ہرم ابن حیان کی ملاقات کا ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیے چونکہ دونوں ہم مشرب و ہم مذاق تھے اس لئے اُن کے درمیان اکثر پُر کیف ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ ہرم ابن حیان ایک ملاقات کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ میں بصرہ سے آرہا تھا کہ دریائے فرات کے کنارے اویس سے ملاقات ہوئی میں نے پوچھا، اویس کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا، بھائی تم کیسے ہو؟ اس ابتدائی ملاقات کے بعد میں نے اُن سے فرمائش کی کہ کوئی حدیث سنائیے؟ جواب دیا میں اپنے اوپر یہ دروازہ کھول کر محدث، قصہ گو اور مفتی بننا پسند نہیں کرتا۔ اس کے بعد وہ میرا ہاتھ پکڑ کر روئے میں نے کہا، پھر کچھ قرآن ہی سنائیے؟ آپ نے یہ آیتیں تلاوت کیں: "حٰمٓ والکتاب المبین" اور "ھو العزیز الرحیم" تک سنا کر بے ہوش ہوگئے۔ ہوش آنے کے بعد فرمایا" مجھے عزلت اور تنہائی زیادہ پسند ہے [5]۔

---

[1] احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ ۱۶۰۔

[2] احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۱۔

[4] احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۱۔

[5] ایضاً۔ [6] تابعین ص ۲۸۸۔